اسلام اور عیسائیت میں ماحولیاتی تحفظ کے اصولوں کا تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Environmental Protection Principles in Islam and Christianity

Dr. Ali Ahmed
Lecturer in Islamic Studies,
Shaheed Zulfiqar Ali Bhutto Govt. Degree Boys College, Karachi
Email: zaaireharam@gmail.com

ABSTRACT
Environmental protection is one of the most pressing issues facing humanity today. The environmental crises the world is witnessing are largely the result of human misuse of nature and its resources. Since a significant proportion of the global population follows either Islam or Christianity, this research article examines the teachings of these two religions regarding environmental protection. It highlights that both Islam and Christianity emphasize human responsibility toward safeguarding the environment and preserving natural resources.
Keywords: Environmental Protection; Islam; Christianity; Environmental Ethics; Stewardship; Natural Resources; Human Responsibility; Religious Teachings; Comparative Religion; Ecology in Religion

تعارف

یہ کائنات اپنے مستحکم نظام اور محیر العقول عجائب کے ذریعے انسانوں کو ایک قادرِ مطلق اور خالقِ کائنات کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ کریم جب انسانوں سے باری تعالیٰ پر ایمان لانے کی بات کرتا ہے تو وہ انہیں آسمان وزمین، سمندر و دریا، نباتات وحیوانات اور دیگر قدرتی مناظر میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہے اور ساتھ ہی اِس امر کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے کہ کائنات اور اُس میں موجود یہ بے شمار نعمتیں رب تعالیٰ نے انسان ہی کے فائدے کے لیے تخلیق کی ہیں۔

لہٰذا ایک احسان مند انسان کا شیوہ یہ ہونا چاہیے کہ وہ قدرت کی اِن نعمتوں کو قدردانی، اعتدال اور احساسِ ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرے، تاکہ ایک طرف یہ نعمتیں نوعِ انسانی کی فلاح وبہبود کے کام آئیں تو دوسری طرف نظامِ فطرت بھی اپنا توازن برقرار رکھے کہ نعمتوں کا درست استعمال دراصل منعمِ حقیقی کی شکر گزاری ہی کا ایک مظہر ہوتا ہے۔

بلاشبہ صنعتی ترقی، سائنسی ایجادات اور تیز رفتار معاشی سرگرمیوں نے انسان کو بے شمار فوائد پہنچائے ہیں۔ تاہم اِن کی بدولت فضائی آلودگی، صنعتی فضلات، ایٹمی تاب کاری، پلاسٹک آلودگی، موسمی تغیرات جیسے ایسے سنگین مسائل بھی پیدا ہو گئے ہیں، جو آج عالمی ماحول کے لیے سنگین خطرہ بن چکے ہیں۔

ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت نہ صرف ایک اہم عقلی اور فطری تقاضا ہے بلکہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس سے متعلق ادیانِ سماوی نے بھی بہت سی بنیادی تعلیمات دی ہیں۔ زیرِ نظر تحقیقی پرچے میں ماحولیاتی تحفظ سے متعلق اسلام اور عیسائیت میں دی گئی ایسی ہی تعلیمات کا تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلق قرآنی تعلیمات

یوں تو کائنات کے واحد خالق و مالک اللہ تعالیٰ کا اِس کائنات میں نائب ہونے کی حیثیت سے انسان کا ویسے بھی عقلی اور اخلاقی فرض بنتا ہی تھا کہ وہ ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کو اپنی بنیادی ذمہ داری سمجھے۔ تاہم، اِس امر کی اہمیت اور ضرورت کے پیشِ نظر قرآنِ کریم نے بہت سے مقامات پر انسانیت کی اِس جانب توجہ مبذول کرائی ہے۔ ذیل میں اِن ہی مقامات میں سے چند ذکر کیے جاتے ہیں۔

1۔ قدرتی وسائل کا فضول اور مضر استعمال باری تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ ہے

سورہ اعراف میں فرماتے ہیں کہ کھاؤ اور پیو اور اسراف سے کام مت لو، اِس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ (1) معلوم ہوا کہ جہاں قرآنِ کریم زمین کی نعمتوں سے منتفع ہونے کی اجازت دیتا ہے وہیں اِس امر پر بھی متنبہ کر دیتا ہے کہ قدرتی وسائل کا فضول استعمال، اُنہیں ضرورت سے زیادہ جمع کرنا، اُن کا بے دریغ اور ایسا استعمال کہ جس کے نتیجے میں اِس زمین پر خرابی پھیلے بلاشبہ ممنوع ہے۔ اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے باری تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ناممکن ہے۔ کیوں کہ باری تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

جنگلات کی حد سے بڑھتی ہوئی کٹائی، کیمیائی مادوں کا غیر ضروری استعمال، صنعتی دھوئیں کا حد سے زیادہ پھیلاؤ، دنیا میں اپنی دھاک بٹھانے کے لیے قدرتی نظام کو نقصان پہنچانے والے ہتھیاروں کا غیر ضروری استعمال اِسی اسراف کے اندر شامل ہونے کی وجہ سے ممانعت کے دائرے میں داخل ہوتے ہیں۔

2۔ زمین میں فساد پھیلانا ایمان کے منافی امر ہے

ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ اور زمین کی درستگی کے بعد اُس میں فساد مت پھیلاؤ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان رکھنے والے ہو۔ (2) معلوم ہوا کہ زمین میں بگاڑ کا باعث بننا اور اُس کے نظام میں خرابی پیدا کرنا

خواہ وہ روحانی طور پر بد عملی کے ذریعے ہو خواہ وہ کوڑا کرکٹ پھیلا کر، ایندھن جلا کر یا ایٹمی تابکاری پھیلا کر ہو بہر صورت ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔ لہٰذا قدرتی وسائل کا ہر ایسا استعمال جس کی وجہ سے زمین میں خرابی پیدا ہو اور یہاں رہنے والی مخلوقات کے لیے تکلیف اور اذیت کا باعث بنے، بلاشبہ قابلِ مذمت ہے اور ایک مسلمان کے لیے مناسب نہیں ہے۔

3۔ زمین میں فساد پھیلانا، کھیتی اور نسلِ انسانی کو برباد کرنا منافقین کا شیوہ ہے

ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کی اہمیت جاننے کے لیے یہ امر بھی اہمیت کا حامل ہے کہ قرآنِ کریم میں زمین پر فساد پھیلانے، اِس کے وسائل کو نقصان پہنچانے اور نسلِ انسانی کی فلاح و بہبود کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے کو منافقین کا شیوہ بتایا گیا ہے۔ سورہ بقرہ میں اِس سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے: اور جب وہ چلا جاتا ہے منہ موڑ کر تو کرتا ہے زمین میں دوڑ دھوپ تاکہ پھیلائے اُس میں فساد اور کر دے ہلاک کھیتی اور نسل کو اور پسند نہیں کرتا ہے اللہ فساد کو۔ (3) یہاں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام زمین کو آباد کرنے اور نسلِ انسانی کی بہبود کو فروغ دینے کی تعلیم دیتا ہے۔ پس ہر ایسا عمل جو نسلِ انسانی کو براہِ راست نقصان دے یا بالواسطہ نقصان پہنچائے وہ اسلام کی نگاہ میں ناپسندیدہ عمل ہے۔

4۔ کائنات کے نظام میں عدمِ توازن پیدا کرنا مذموم عمل ہے

کائنات کا نظام رب تعالیٰ نے بہت ہی زبردست قسم کے توازن کے ساتھ قائم کیا ہے۔ اِسی توازن کی طرف اِس آیت میں اشارہ فرماتے ہیں اور بچھایا ہم نے زمین کو اور رکھ دیے اُس میں پہاڑ اور اُگا دی ہم نے اُس (زمین) میں ہر چیز متعین اندازے سے۔ (4) معلوم ہوا کہ زمین میں اگنے والی سب اشیاء مخصوص قسم کے توزن سے متصف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کائنات میں موجود ساری ہی چیزیں انتہائی محکم اور مستحکم نظام میں مربوط ہو کر اپنے اپنے فرائضِ منصبی کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ پس انسان کا فرض ہے کہ وہ اِس نظام کو اپنے فائدے کے لیے استعمال کرے اور ضرورت سے زائد صنعتی دھوئیں، ایٹمی تابکاری، پلاسٹک اور کوڑا کرکٹ وغیرہ کے ذریعے اُس کے توازن میں بگاڑ کا باعث نہ بنے۔

5۔ روئے ارضی پر فساد کا باعث اعمالِ انسانی ہیں

حقیقت یہ ہے کہ گلوبل وارمنگ، بارشوں کی کمیابی یا حد سے زیادہ فراوانی، سیلابوں اور دیگر قدرتی آفات جو آج نسلِ انسانی کے لیے تشویش کا باعث بنی ہوئی ہیں، خود اُسی کی پیدا کردہ ہیں۔ صنعتی دھوئیں، جنگلات کی کٹائی اور کیمیائی مادوں کا غلط اور غیر ضروری استعمال یہ وہ اسباب ہیں جو نہ صرف آج کے لوگوں کے لیے تشویش کا باعث

ہیں بلکہ مستقبل کی نسلوں کے لیے انتہائی پر خطر ہیں۔ سورہ روم کی ایک آیت ہمیں اِس امر کی طرف اِس طرح توجہ دلاتی ہے۔ ارشادہ ہے: خشکی اور تری میں فساد لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کے بسبب ہوا ہے تاکہ اللہ اُنہیں اُن کے کچھ کاموں (کے انجام) کا مزہ چکھائے تاکہ وہ رجوع کریں۔(5)

اِن تمام آیات سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ انسان کا فریضہ ہے کہ وہ ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کے لیے مناسب اقدامات کرے، زمین میں فساد نہ پھیلائے اور یہاں ایسے کام نہ کرے کہ جن کی بدولت کائنات کے توازن میں خلل پیدا ہو اور نسلِ انسانی کو نقصان پہنچے۔

ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلق نبوی تعلیمات

قرآنِ کریم کی طرح بہت سی احادیثِ مبارکہ میں بھی ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلق اہم ہدایات دی گئی ہیں۔ ذیل میں اِن ہدایات میں سے چند ذکر کی جاتی ہیں۔

1۔ درخت بونا صدقہ ہے

اگر غور کیا جائے تو فی زمانہ ماحولیاتی آلودگی کا سب سے بڑا سبب جنگلات کی تیزی سے کٹائی اور نئے درختوں کی شجر کاری نہ کرنا ہے۔ گلوبل وارمنگ جس کی بدولت بہت سے علاقے خشک سالی کے باعث رہنے کے قابل نہیں اور بہت سے زیرِ آب آ چکے ہیں، درحقیقت درختوں کی کمیابی اور صنعتی دھوئیں کی بدولت پیدا ہوئی ہے۔ حدیثِ مبارک میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ نہیں بوتا ہے کوئی مسلمان کوئی درخت، پھر کھاتا ہے اُس سے کوئی انسان یا جانور یا پرندہ مگر ہوتا ہے اُس کے لیے بدلے اُس کے اجر صدقے کا۔(6)

حدیث سے جہاں یہ ظاہری مفہوم سمجھ آ رہا ہے کہ درخت کے پھل یا سائے سے منتفع ہونے والا انسان، جانور یا پرندہ انسان کے لیے صدقے کے اجر کا باعث ہے، اِسی طرح یہ دوررس سبق بھی واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے کہ کس طرح سے یہ درخت انسانوں، جانوروں، پرندوں، بلکہ پوری پوری قوموں اور نسلوں کے لیے فلاح و بہبود اور خوشحالی کا سبب بنتے ہیں۔

2۔ قیامت برپا ہوتے وقت بھی لگا سکو تو پودہ لگا دو

شجر کاری کی اہمیت اور اُس کی افادیت کے سلسلے میں ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: اگر قیامت آ جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کوئی پودہ ہو تو اگر وہ اُٹھنے سے پہلے اُسے بونے کی قدرت رکھتا ہو تو بو دے۔(7) اِس حدیث سے اسلام کی نگاہ میں ماحولیاتی بہبود و ترقی کے انتہائی اہمیت کے حامل ہونے کا پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے برپا ہوتے وقت بھی اگر کسی شخص کے ہاتھ میں پودا ہو جسے وہ لگا رہا اور لگا سکتا ہو تو اُسے وہ پودا لگا دینا چاہیے۔

ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے سلسلے میں یقیناً یہ حدیث بہت اہمیت رکھتی ہے۔

3۔ درخت کاٹنے کی مذمت

جس طرح احادیث میں شجر کاری کی ترغیب دی گئی ہے، اِسی طرح درخت کو کاٹنے سے متعلق بھی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اِس سلسلے میں ایک حدیث میں بیری کے درخت کو کاٹنے سے متعلق یوں منع فرمایا گیا ہے: جو کوئی بیری کا درخت کاٹے گا اللہ اُس کے سر کو آگ میں اوندھا کر دے گا۔(8) اِس حدیث میں جس سختی کے ساتھ بیری کے درخت کو کاٹنے کی ممانعت کی گئی ہے اُس کا اندازہ بادیٔ النظر سے مطالعہ کرنے والا بھی فوراً کر سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ غیر ضروری طور پر درختوں کو بالخصوص بیری کے درخت کو کاٹنا شریعت میں ممنوع ہے۔

4۔ ویران زمین کو زندہ کرنا قابلِ تعریف عمل ہے

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ جو ویران زمین کو زندہ کرے تو اُس کے لیے اجر ہے، اور جو کچھ اُس میں سے جاندار کھائیں گے تو اُس کے لیے صدقہ کا اجر ہے۔(9) معلوم ہوا کہ ویران و بے کار زمین کو آباد کرنا اور اُسے لوگوں کے لیے نافع بنانا ایک ایسا عمل ہے جو صدقے کا اجر رکھتا ہے۔ جب زمین کو آباد کرنا صدقہ کے اجر کا باعث ہے تو ظاہر ہے زمین اور وسائلِ زمین کو دھوئیں، جنگلات کشی اور پلاسٹک کے غیر ضروری انتشار کے ذریعے برباد کرنا ایک مذموم اور قابلِ ترک عمل ہے۔

5۔ ہر تر کلیجے میں اجر ہے

نیز حدیث شریف میں وارد ہے کہ اجر ہے ہر تر کلیجے والے میں۔(10) یعنی کسی جاندار کو سیراب کرنا خواہ وہ انسان ہو یا جانور اجر کا باعث ہے۔ اِس سے جہاں یہ ترغیب ملتی ہے کہ جانداروں کی سیرابی کا خیال رکھا جائے۔ وہیں یہ اہم تعلیم بھی ملتی ہے کہ ایسا اقدام یا ایسے اقدامات جن کی بدولت نسلِ انسانی یا جانوروں کو خشک سالی پیش آئے یا پھر سمندر اور دریاؤں میں بسنے والی مخلوقات کو ضرر پہنچے، وہ قابلِ اجتناب ہیں۔

پس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے لیے مناسب اقدامات کرنے چاہئیں۔

6۔ راستے سے تکلیف دہ چیز کا ازالہ ایمان کا تقاضہ ہے

ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلق یہاں وہ اہم حدیث یقیناً بے محل نہ ہو گی کہ جس میں ایمان کی شاخوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ارشادِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے: ایمان کی ستر سے کچھ زائد شاخیں ہیں۔ اُن میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور اُن میں سب سے ادنیٰ درجہ راستے سے ضرر رساں شے کا ہٹا دینا ہے۔(11) یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ جب راہ چلتے کسی تکلیف دہ چیز اِس لیے ہٹا دینا کہ کہیں کسی دوسرے کو اِس سے تکلیف

نہ پہنچ جائے، ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے تو ماحولیاتی بگاڑ کو روکنا اور اپنے ماحول کو صنعتی دھوئیں، کوڑا کرکٹ، تابکاری مواد وغیرہ سے پاک رکھنا کہ جن کے خطرات راہ میں پڑے پتھر یا لکڑی سے کئی گنا زیادہ ہیں، ظاہر ہے بدرجہ اعلیٰ ایمان کا تقاضہ ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے اُصول کا خلاصہ

مذکورہ بالا قرآنی اور نبوی تعلیمات کی روشنی میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے درج ذیل اصول ہمارے سامنے آتے ہیں:

1۔ وسائل کے فضول استعمال، غلط استعمال اور مضر استعمال کی ممانعت

2۔ زمین کے اندر بگاڑ پیدا کرنے والی سرگرمیاں خواہ روحانی طور پر ہوں یا طبعی طور پر بہر صورت ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔

3۔ زمین میں بگاڑ پھیلانا، کھیتی اور انسانی اور حیوانی نسل کو نقصان پہنچانا منافقین کا وطیرہ ہے۔

4۔ کائنات میں ہر ایسی سرگرمی جو اُس کے متوازن نظام میں مخل ہو، قابلِ ترک ہے۔

5۔ روئے ارضی پر ہر قسم کا بگاڑ، خواہ وہ روحانی ہو یا طبعی انسانی افعال کے بسبب ہوتا ہے۔

6۔ شجر کاری، پانی کی فراہمی، ویران زمین کو آباد کرنے سمیت دیگر ماحولیاتی تحفظ کے اقدامات شریعت میں انتہائی مستحسن قرار دیے گئے ہیں۔

7۔ ماحولیاتی تحفظ کے سلسلے میں اقدامات کرنا درحقیقت مستقبل کی نسلوں کی ترقی کی راہ میں پڑے روڑوں کو ہٹانے کے مترادف ہے۔

عیسائیت کی تعلیمات میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے اُصول

دینِ اسلام میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلقہ تعلیمات کے ذکر کے بعد ذیل میں عیسائیت کی ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلقہ تعلیمات عیسائیت کی مقدس کتاب (جسے بائبل کے نام سے جانا جاتا ہے) سے ذکر کی جاتی ہیں۔ چوں کہ بائبل دو حصوں (عہدِ قدیم اور عہدِ جدید) میں منقسم ہے، اِس لیے ذیل میں ذکر کردہ تعلیمات دو علیٰحدہ علیٰحدہ عنوانات کے تحت ذکر کی جارہی ہیں۔

عہدِ قدیم میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلق تعلیمات

عہدِ قدیم یعنی بائبل کا وہ حصہ جو عیسائی عقائد کے مطابق حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے پہلے نازل کیا گیا تھا۔ اِس میں عموماً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے کے پیغمبروں اور اُن کے ساتھیوں وغیرہ کے احوال کا ذکر

ہے۔ عہدِ قدیم کی مختلف ذیلی کتابوں میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے سلسلے میں گراں قدر تعلیمات دی گئی ہیں۔

1۔ زمین میں محنت کرنا اور اُس کی حفاظت کرنا بنی نوع انسانی کی ذمہ داری ہے

کتابِ پیدائش میں مذکور ہے کہ اور رب معبود نے آدم کو لیا اور اُسے ہمیشہ رہنے کے باغ میں جگہ دی تا کہ انجامِ کار میں وہ اِس زمین میں کام کرے اور اُس کی حفاظت کرے۔(12)یعنی گو آدم کو رب تعالیٰ نے ابتداءً جنت میں رکھا، تاہم آدم اور اُس کی اولاد کی تخلیق زمین کی آبادکاری اور اُس کی حفاظت اور آبیاری کے لیے کی گئی تھی۔ اِس عبارت سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ آدم اور اُس کی اولاد کی تخلیق کا مقصد زمین کو آباد کرنا، محفوظ رکھنا اور سرسبز و شاباد کرنا تھا۔ لہٰذا ہر وہ کام جس کے نتیجے میں ماحولیاتی خرابیاں جنم لیں یا قدرتی وسائل کو نقصان پہنچے خواہ وہ کارخانوں کا دھواں ہو یا کچرے اور پلاسٹک کے ڈھیر، ظاہر ہے اِس حفاظت اور آبیاری کی ذمہ داری کے صریح خلاف ہیں۔

2۔ درخت کاٹنے کی ممانعت

کتابِ استثناء میں مذکور ہے کہ پس تم درختوں کو کلہاڑیوں سے مت مارو کیوں کہ تم اُنہی سے کھاؤ گے۔ اُنہیں مت کاٹو۔(13) معلوم ہوا کہ عیسائیت میں غیر ضروری طور پر درختوں کو کاٹنا ممنوع ہے۔ آج گلوبل وارمنگ اور قدرتی آفات سیلاب اور جنگلات کی آتش زدگی وغیرہ کا ایک بہت بڑا سبب درختوں کی کمیابی ہے۔ اگر آج دنیا کے باشندے عیسائی مذہب کی اِس تعلیم پر کاربند ہو جائیں تو ماحولیاتی آلودگی اور تبدیلیوں کی راہ میں زبردست قسم کا بندھ باندھا جا سکتا ہے۔

3۔ نیک کردار اپنے جانور تک کی حفاظت کرتا ہے

امثال کی کتاب میں مذکور ہے کہ نیک کردار شخص تو (دوستوں اور متعلقین کی تو کرتا ہی ہے) اپنے جانور تک کی جان کی حفاظت کرتا ہے۔ رہا بدکردار تو اُس کا دل بے رحم ہوتا ہے۔(14)اِس عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اپنے ساتھ رہنے والے انسانوں اور اپنے استعمال کے جانوروں کی جان کی حفاظت کرنا نیک کرداری کی نشانی ہے۔ نیز اِسی نیک کرداری کا تقاضہ ہے کہ انسان اپنی بنی نوع اور جانوروں اور قدرتی وسائل کی بھی حفاظت کرے۔ اُنہیں اپنے رب کی امانت سمجھے اور ماحولیاتی آلودگی کے ذریعے اُن کی جانوں اور مستقبل کو خطرے میں نہ ڈالے۔

4۔ زمین اور زمین کے وسائل رب کی ملکیت ہیں : کتابِ احبار میں مذکور ہے کہ زمین میری ہے اور تم اجنبی ہو میرے پاس ٹھہرے ہوئے۔(15) بالفاظِ دیگر زمین رب کی ہے اور تمام انسان اِس زمین میں بحیثیت نائب اور امین

کے ہیں۔ پس جس طرح کسی نائب اور امین کو اِس امر کی اجازت نہیں ہوتی کہ وہ جس چیز پر نیابت یا امین کے فرائض ادا کرنے پر مامور کیا گیا ہو، اُسے ضائع کر دے۔ اِسی طرح بنی نوعِ انسان کے لیے بھی اِس امر کی اجازت نہیں کہ وہ زمین کو ماحولیاتی آلودگی کے ذریعے سے خراب اور برباد کرے۔

5۔ زمین کی تباہی انسانوں کی بد اعمالی کی وجہ سے ہوتی ہے

کتابِ ہوسیع میں مذکور ہے کہ رب کی بات سنو اے بنی اسرائیل! رب کی زمین کے باشندوں سے لڑائی ہے۔ چناں چہ زمین میں امن ہے، نہ رحم دلی ہے اور نہ رب کی معرفت ہے۔ بلکہ لعنت، غداری، قتل، چوری اور فسق ہے۔ یہ سب چیزیں حد سے بڑھ گئی ہیں اور خون کے پیچھے خون بہہ رہے ہیں۔ اِسی لیے زمین نوحہ کرتی ہے اور خشکی کے جانوروں اور آسمان کے پرندوں بلکہ سمندر کی مچھلیوں سمیت اِس میں ہر رہنے والا ہلاک ہو رہا ہے۔(16)

معلوم ہوا کہ زمین میں جو بد امنی، بے رحمی، رب سے غفلت، پھٹکار، دھوکہ بازی، قتل و غارت گری اور فسق و فجور پایا جاتا ہے، اِس کی بدولت زمین بین کرتی ہے اور اُس کے غم کے اثر سے خشکی، تری اور فضا کے جانور تک متاثر ہوتے ہیں۔ گو یہ عبارت کا روحانی پہلو ہے۔ تاہم اِس سے کئی گنا زیادہ آج اِس عبارت کا طبعی پہلو عیاں ہے ۔ ظاہر ہے ماحولیاتی آلودگی سے متاثر صرف انسان ہی نہیں، بلکہ درندے، پرندے، مچھلیاں یہاں تک کہ قدرتی مناظر بھی ہو رہے ہیں۔

عہدِ جدید میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت سے متعلق تعلیمات

عہدِ جدید یعنی بائبل کا وہ حصہ جو عیسائی عقائد کے مطابق حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے بعد نازل کیا گیا تھا۔ اِس میں عموماً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں وغیرہ کے احوال کا ذکر ہے۔ عہدِ جدید کی مختلف ذیلی کتابوں میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے سلسلے میں گراں قدر تعلیمات دی گئی ہیں۔

1۔ زمین کو تباہ کرنے کی سخت مذمت

یوحنا عارف کے مکاشفے میں مذکور ہے کہ پس تیرے غضب اور مردوں کے جزا و سزا کا وقت آ گیا تا کہ تو نبیوں، پاک بازوں، اور تیرے نام سے ڈرنے والے اپنے بندوں کو خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے اُن کا بدلہ دیدے اور جو لوگ زمین کو تباہ کرتے ہیں، اُنہیں تباہ کر دے۔(17)

گو عبارت کا ظاہر روحانی پہلو سے متعلق ہے۔ تاہم زمین جو کہ رب کی امانت ہے، اُسے طبعی طور پر تباہ کرنا بھی کوئی خوش آئین امر نہیں۔ خصوصاً جب کہ بائبل کی مختلف عبارات میں ماحولیاتی اور قدرتی وسائل کی حفاظت اور اُن کی رب کی امانت سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

2۔ ہوس میں پڑ کر دنیا کو بٹورنے کی ممانعت

متی کی انجیل میں ہے کہ آسمان کے پرندوں کو دیکھو کہ کیسے تمہارا آسمانی باپ اُنہیں رزق دیتا ہے جب کہ نہ وہ کھیتی کرتے ہیں، نہ کٹائی کرتے ہیں اور نہ ہی گوداموں میں جمع کرتے ہیں؟(18) مقصد اِس عبارت کا بظاہر یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ جو وسائل اُسے دستیاب ہیں، اُن پر شکر و قناعت اختیار کرے اور زیادہ سے زیادہ جمع کرنے کی ہوس میں اپنی نوع کے انسانوں اور جانوروں اور قدرتی وسائل کو نقصان پہنچانے سے گریز کرے۔

3۔ انسان رب کے بھیدوں کے وکیل ہیں

کرنتھیوں کے نام اپنے پہلے خط میں رسول پولُس کہتا ہے کہ چاہیے کہ لوگ ہمیں مسیح کے خادم اور رب کے بھیدوں کے وکیل سمجھیں۔(19) یعنی جس طرح ایک وکیل اپنے مؤکل کی دی گئی ذمہ داریوں کو امانت داری کے ساتھ پورا کرتا ہے اور اُن میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتا، اِسی طرح انسانوں کو چاہیے کہ رب کی دی گئی اِس کائنات میں بطورِ وکیل کے اپنے فرائض انجام دیں اور یہاں کی مخلوقات کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچائیں۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ماحولیاتی آلودگی اور قدرتی وسائل کو نقصان پہنچانا امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔

4۔ رب کا پیدا کیا سب کچھ اچھا ہے

تیموتھیس کے نام پہلے خط میں رسول پولُس لکھتا ہے کہ پس جو کچھ رب نے پیدا کیا ہے وہ اچھا ہے۔(20) ظاہر ہے جو چیز اچھی ہوتی ہے، اُس کی قدردانی کی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ کائنات اور اُس کی مخلوقات و وسائل کی حفاظت اور اُن کا صحیح استعمال درحقیقت رب کی نعمت کا اعتراف اور اُس کی قدردانی ہے۔

5۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا اہتمام

فلپیوں کے نام خط میں پولُس کہتا ہے کہ اور یہ کہ تم اپنی منفعت نہیں بلکہ دوسروں کی منفعت دیکھنے والے بن جاؤ۔(21) یعنی ایک اچھے انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہی فائدے پر توجہ مرکوز نہ رکھے۔ بلکہ یہ دیکھے کہ سب کا کس میں فائدہ ہے؟ ایسا شخص ظاہر ہے کہ اپنے فائدے کی غرض سے ماحولیاتی وسائل اور قدرتی نعمتوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بلکہ وہ پوری کوشش کرے گا کہ ماحولیاتی اور قدرتی وسائل کی حفاظت کرے اور اُنہیں آلودگی، کیمیائی مواد، صنعتی دھوؤں، کچرے اور پلاسٹک سے محفوظ رکھے۔

عیسائیت کی تعلیمات میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے اُصول کا خلاصہ

مذکورہ بالا عیسائیت کی تعلیمات کی روشنی میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے درج ذیل اصول ہمارے سامنے آتے ہیں:

1۔ آدم اور اولادِ آدم کی ذمہ داری ہے کہ وہ زمین اور اُس کے وسائل کی حفاظت اور آبیاری کریں۔

2۔ درختوں، مویشیوں وغیرہ قدرتی وسائل کی حفاظت کریں۔

3۔ زمین اور اُس پر موجود وسائل کو رب کی امانت سمجھیں۔

4۔ زمین پر جو بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہ درحقیقت انسانی بدافعالیوں کی بدولت ہوتا ہے۔

5۔ زمین کو تباہ و برباد کرنا برے لوگوں کا شیوہ ہے۔

6۔ انسان کو ہوس میں پڑ کر زیادہ سے زیادہ اسباب جمع کرنے کی غرض سے وسائلِ قدرت کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے۔

7۔ انسان زمین پر رب کا نائب اور امین ہے۔

8۔ انسان کو چاہیے کہ وہ صرف اپنی ذات کے لیے نہیں بلکہ اپنی بنی نوع، جانوروں اور دیگر تمام کائنات کے لیے نفع بخش ہو۔

اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات میں ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے اُصول کا خلاصہ

سطورِ بالا میں اسلام اور عیسائیت کی ذکر کردہ ماحولیاتی تحفظ اور قدرتی وسائل کی حفاظت کے سلسلے میں دی گئی تعلیمات کو ملاحظہ کرنے سے درج ذیل اہم اُصول سامنے آتے ہیں:

1۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں زمین اور اس کے وسائل کی حفاظت کو انسان کی بنیادی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔

2۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں قدرتی وسائل کے غلط، مضر اور ناجائز استعمال کی مذمت کی گئی ہے۔

3۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں زمین میں فساد اور بگاڑ پھیلانے کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔

4۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں ماحولیاتی تباہی کا سبب انسانی بداعمالیوں اور غلط طرزِ عمل کو قرار دیا گیا ہے۔

5۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں درختوں، کھیتی باڑی، جانوروں اور دیگر قدرتی وسائل کے تحفظ کی تعلیم دی گئی ہے۔

6۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں انسان کو زمین پر امانت دار، ذمہ دار اور نگہبان کی حیثیت دی گئی ہے۔

7۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں انسان کو صرف اپنی ذات نہیں بلکہ دوسروں اور دیگر مخلوقات کے لیے بھی فائدہ مند بننے کی تلقین کی گئی ہے۔

8۔ اسلام اور عیسائیت دونوں ہی میں آنے والی نسلوں کے بہتر مستقبل کے لیے ماحول کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے۔

حواشی

([1]) القرآن الكريم، سورة الأعراف، الآية 31

([2]) القرآن الكريم، سورة الأعراف، الآية 85

([3]) القرآن الكريم، سورة البقرة، الآية 205

([4]) القرآن الكريم، سورة الحجر، الآية 19

([5]) القرآن الكريم، سورة الروم، الآية 41

([6]) ابن راهويه أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم بن مخلد بن إبراهيم الحنظلي المروزي، مسند إسحاق بن راهويه، المدينة المنورة، مكتبة الإيمان، 1991م، ج 5، ص 95

([7]) الإمام أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الذهلي الشيباني، مسند الإمام أحمد، بيروت، مؤسسة الرسالة، 2001م، ج 20، ص 296

([8]) أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني، سنن أبي داود، بيروت، دار الرسالة العالمية، 2009م، ج 7، ص 523

([9]) البغوي محيي السنة أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء، مصابيح السنة، بيروت، دار المعرفة، 1987م، ج 2، ص 53

([10]) الإمام أبو عبد الله مالك بن أنس بن مالك بن أبي عامر الأصبحي الحميري المدني، موطأ الإمام مالك، بيروت، دار إحياء التراث العربي، 1985م، ج 2، ص 930

([11]) قوام السنة أبو القاسم إسماعيل بن محمد بن الفضل بن علي القرشي الطليحي التيمي الأصبهاني، الترغيب والترهيب، القاهرة، دار الحديث، 1993م، ج 2، ص 46

([12]) الكتاب المقدس، سفر التكوين 2:15، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1995م، ص 3

([13]) الكتاب المقدس، سفر التثنية 20:19، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1995م، ص 240

([14]) الكتاب المقدس، سفر الأمثال 12:10، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1995م، ص 803

([15]) الكتاب المقدس، سفر اللاويين 25:23، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1995م، ص 155

([16]) الكتاب المقدس، سفر هوشع 4:1-3، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1995م، ص 1127

([17]) الكتاب المقدس، رؤيا يوحنا 11:18، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1993م، ص 395-396

([18]) الكتاب المقدس، متي 6-26، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1993م، ص 12

([19]) الكتاب المقدس، رسالة بولوس إلى أهل كورنثوس الأولى 4:1، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1993م، ص 253

([20]) الكتاب المقدس، رسالة بولوس إلى تيموثاوس الأولى 4:4، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1993م، ص 323

([21]) الكتاب المقدس، رسالة بولوس إلى أهل فيلبي 2:4، بيروت، دار الكتاب المقدس في الشرق الأوسط، 1993م، ص 302